مکاتب اسلامیہ کے نونہالوں کی تعلیم کا سلسلہ

تعمیرِ ادب

سوم

3

Zain BOOK HOUSE

زین بک ھاؤس

1653, GALI MASJID IMLI WALI RODGRAN
LAL KUAN, DELHI-110006
Ph.: 011-40108739, 23217570

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دعا	۴	حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	۳۲
رب العلمین جل جلالہٗ	۵	نیت کا پھل	۳۷
پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۷	ایک ننھے طالب علم کا خط	۳۹
گھڑی	۱۱	جمال احمد کا خط	۴۱
عربی پڑھنے کی مشق	۱۴	نعت شریف	۴۴
اللہ تعالیٰ کی مخلوق	۱۵	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک	۴۵
نیک لڑکا	۱۹	مینڈک	۴۸
نعت شریف	۲۱	نعت شریف	۵۲
موسم	۲۳	عربی پڑھنے کی مشق	۵۳
صفائی	۲۵	دین	۵۴
قرآن مجید	۲۷	ہجری سنہ	۵۸
عربی پڑھنے کی مشق	۳۱	بادشاہ سبکتگین	۶۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبُغْدَادِیْ اَجْمَعِیْنَ ۔

دُعا

دردا پنا دے اِس قدر یارب
نہ پڑے چین عمر بھر یارب

میری آنکھوں میں نور دے ایسا
تو ہی آئے مجھے نظر یارب

رہے کلمہ زبان پر جاری
جب کہ دُنیا سے ہو سفر یارب

قبر میں اور جاں کنی کے وقت
رکھنا رحمت کی تو نظر یارب

ذرّے ذرّے سے آشکارا ہے
تو کسی جا نہیں مگر یارب

تیرا جلوہ کہاں نہیں موجود
سب کے دل میں ہے تیرا گھر یارب

تیرے پیارے رسول پاک جنہیں
تو نے بُلوایا عرش پر یارب

ان کا اور ان کی آل کا صدقہ
خاتمہ تو بخیر کر یارب

ربّ العٰلمین جل جلالہ

زمین، آسمان، چاند، سورج، ہوا، پانی، آگ، جانور، انسان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ عالم کی ہر چیز اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ سارے عالم کا تنہا مالک صرف وہی ہے۔ اسی لئے اُس کو رَبُّ الْعٰلَمِیْن کہتے ہیں کیونکہ رب کے معنی مالک اور العٰلمین کے معنی سارے جہان۔ تو رب العٰلمین کے معنی ہوئے سارے جہانوں کا مالک۔

دنیا ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے۔ اس کی ہستی کے لئے ابتدا نہیں۔ وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی باپ نہیں۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ کھانے پینے سے پاک ہے۔

وہ موت دیتا ہے۔ وہی زندہ رکھتا ہے۔ کڑی اور دھیمی آواز کو یکساں سُنتا ہے۔ اُجالا اندھیرا اُس کے لئے ایک طرح ہے۔ وہ ہر کھلی اور چھپی چیز دیکھتا ہے۔ ہم لوگ آواز کو دیکھ نہیں سکتے لیکن وہ آوازوں کو بھی دیکھتا ہے۔ اس کی ہر بات نرالی ہے اس کی ہر شان انوکھی ہے۔

عبادت کا حقدار صرف وہی ہے۔ چاند، سورج، دریا، پیڑ، پتھر،

انسان، حیوان، دیو، شیطان وغیرہ کوئی بھی چیز عبادت کے قابل نہیں۔ وہ اچھے کام سے خوش ہوتا ہے اور بُرے کام سے ناراض رہتا ہے۔ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبر بھیجے۔ آخری پیغمبر ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین وآسمان سارے جہان کے پیغمبر ہیں۔ حضور نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ ہم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے۔ حضور نے صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا ہے۔ ہم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کریں گے۔ ہم چاند، سورج، پیڑ، ندی، بت، پتھر، جانور، تصویر، قبر، اُستاد، پیر وغیرہ کسی کو ہرگز سجدہ نہیں کر سکتے، کیونکہ حضور نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہمارے سرکار نے سارے جہان کا اکیلا خدا، صرف اللہ تعالیٰ کو مانا ہے۔ ہم بھی سارے عالم کا اکیلا خدا، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں اور اِنشاءاللہ مانتے رہیں گے۔

مندرجہ ذیل کلمات کے معنی یاد کرلو

ہستی.........ہونا	ہدایت.........اچھی راہ دکھانا
عبادت.........کسی کو خدا مان کر اس کے لیے کوئی کام کرنا تاکہ وہ خوش ہو	ابتدا.........شروع، پہل
	منع.........روک

قابل.........لائق

سوالات

(۱) زمین و آسمان، چاند اور سورج وغیرہ کا مالک کون ہے؟

(۲) خدائے تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) ہم لوگ تو ہوا کو نہیں دیکھ سکتے لیکن تمہارے نزدیک کوئی ایسا ہے جو ہوا کو بھی دیکھتا ہے؟

ہدایت: حضرات مدرسین بچوں کو یہ سبق زبانی یاد کرادیں اور میلاد شریف کی مجلس میں ان سے تقریر کرائیں۔

پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سارے جہاں میں سب سے بڑا، اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو چاند، سورج، سمندر، پہاڑ، پتھر، درخت، سبزہ، حیوان، جن، فرشتہ، انسان، زمین، آسمان وغیرہ سب کا حاکم اور رسول قرار دیا ہے۔ حضور کی طاقت کے

سامنے چاند اور سورج، زمین و آسمان دم نہیں مار سکتے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سونے چاندی کے پہاڑ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے تھے کہ حضور کا حکم ملے تو ہم دونوں زمین چیر کر باہر آجائیں اور حضور کے دائیں بائیں ساتھ ساتھ چلتے رہیں لیکن حضور نے چاندی سونے کو اپنے ساتھ رکھنا پسند نہ کیا۔

حضور کو امیروں جیسی ٹھاٹ باٹ والی زندگی پسند نہ تھی۔ غریبوں کی تسلّی کے لیے ان کے جیسا رہن سہن اختیار فرمایا۔ پوری مبارک زندگی سادگی کے ساتھ بسر فرمائی۔ خادم اور غلام آپ کی بارگاہ میں موجود رہتے تھے اور آپ کے بہت سے کام انجام دیتے تھے لیکن آپ کی سادگی تو دیکھو ایسا بارہا ہوا ہے کہ اپنے نورانی کُرتے میں خود پیوند لگاتے۔ اپنے مقدس ہاتھوں سے اپنے نورانی کپڑے دھوتے گھر کا کام کاج خود بھی انجام دیتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور کے جود و کرم کا حال یہ تھا کہ بے شمار دولت لٹا کر دوسروں کو تو مالدار بنایا کرتے تھے لیکن خود گھر کے چولھے میں دو دو ماہ تک آگ جلنے کی نوبت نہ آتی۔ گھر والے صرف چھوہارے اور پانی پر گزارہ (۱) کرتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور کی سادہ زندگی سن کر یہ خیال نہ کرنا کہ حضور مجبور اور محتاج تھے۔ معاذ اللہ بھلا سوچو تو سہی کہ جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے خزانوں کا

---

(۱)... فتاویٰ رضویہ: جلد اوّل باب المیاہ۔ ص: ۵۵۰۔

مالک بنایا ہو کیا وہ محتاج ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے اپنے رب کو خوش کرنے کے لیے جان بوجھ کر سادہ زندگی پسند کی تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے چند دِن کے لیے فرعون کو بادشاہی دے دی تو وہ گھمنڈ میں آ گیا۔ اپنا بندہ ہونا بھول گیا۔ اپنے کو خدا کہلوانے لگا۔ غریبوں کو ستانے لگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے لشکر کو دریا میں غرق کر دیا۔ لیکن اب حضور کی خوبی سنو۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کی حکومت حضور کو دی۔ پورے آسمان کی بادشاہت حضور کو عطا فرمائی۔ جانور اور درخت حضور کو سجدہ کرتے رہے۔ کنکر اور پتھر حضور کا کلمہ پڑھتے رہے۔ چاند اور سورج کو اللہ تعالیٰ نے حضور کے بس میں کیا۔ چنانچہ حضور کے اشارہ پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوبا ہوا سورج باہر نکل آیا مگر اتنا سب کچھ ہوتے ہوئے نہ تو حضور نے کبھی گھمنڈ کیا نہ اللہ کا بندہ ہونے سے منہ موڑا۔ جہاں اپنے رسول ہونے کا اعلان کرتے رہے وہیں اپنے کو اللہ تعالیٰ کا بندہ بھی کہتے رہے۔

ہم بھی حضور کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر کیسا بندہ؟ ایسا بندہ جس کو سارے جہان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنایا۔ جس کے نورانی ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور عقبیٰ کا سارا خزانہ دے رکھا ہے جس کے کرم کے زمین و آسمان والے محتاج ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے معراج دی۔ ساتوں آسمان اور عرش اعظم کی سیر کرائی۔

مندرجہ ذیل کلمات کے معانی اپنی کاپیوں میں لکھو

جود............ مفت دینا، بخشش	کرم.......... احسان، بھلائی، مہربانی
قرار دیا........ ٹھہرایا، بنایا	نوبت............ باری
اعلان کرنا...... آشکار کرنا، ظاہر کرنا	مجبور............ بے بس
مقدس............ پاک	بارہا.......... کئی دفعہ، بہت
محتاج......... غریب، ضرورت والا	اختیار فرمایا............ اپنایا
بارگاہ.... کسی عزت والے کی بیٹھک	عقبیٰ.......... آخرت
موجود.............. حاضر	سراپا........... بالکل

سوالات

(۱) اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا کس کو بنایا؟

(۲) حضور کے گھر میں آگ کیوں نہیں جلتی تھی؟

(۳) حضور بڑے ہیں یا آسمان بڑا ہے؟

ہدایت: حضرات اساتذہ یہ سبق بچّوں کو زبانی یاد کرادیں اور میلاد شریف کی محفل میں ان سے تقریر کرائیں۔

گھڑی

آج کل بہت سے لوگ گھڑی رکھتے ہیں۔ گھڑی سے وقت معلوم کیا جاتا ہے۔ گھڑیاں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ دستی گھڑی کلائی میں باندھی جاتی ہے۔ جیبی گھڑی تھیلی میں رکھی جاتی ہے۔ دیوار گھڑی سب سے بڑی ہوتی ہے۔ جو دیوار سے لگا کر لٹکائی جاتی ہے۔

دیکھو یہ تصویر کس گھڑی کی ہے۔ یہ تصویر ایک دیوار گھڑی کی ہے۔ اس میں دو سوئیاں ہیں ایک بڑی، دوسری چھوٹی۔ بڑی سوئی منٹ بتانے کے لیے ہے اور چھوٹی سوئی گھنٹہ بتانے کا کام کرتی ہے ساٹھ سکنڈ کا ایک منٹ ہوتا ہے اور ساٹھ منٹ کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے ہر گھڑی میں کنارے کنارے ایک سے لیکر بارہ تک گنتی لکھی ہوتی ہے۔

بڑی سوئی ایک گھنٹے میں ایک چکّر لگاتی ہے اور چھوٹی سوئی کا ایک چکّر بارہ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ دونوں سوئیوں کی چال برابر نہیں۔ چھوٹی سوئی ایک گھنٹے میں ایک گنتی سے دوسری گنتی تک پہنچتی ہے لیکن بڑی سوئی پانچ

منٹ میں پہنچ جاتی ہے۔

ہر گھڑی میں دوپہر کے وقت بارہ بجتے ہیں اور آدھی رات کے وقت بھی بارہ بجتے ہیں۔ جب گھڑی میں بارہ بجیں گے تو چھوٹی سوئی اور بڑی سوئی ٹھیک بارہویں گنتی کے سامنے رہیں گی۔ نیچے تصویر میں دیکھو۔

اس وقت دونوں سوئیاں ٹھیک بارہ کے سامنے ہیں۔

بارہ بجنے کے بعد جب بڑی سوئی ایک کے سامنے پہنچے گی تو اس وقت بارہ بجکر پانچ منٹ ہوں گے اور جب دو کے سامنے پہنچے گی تو بارہ بج کر دس منٹ ہوں گے اور جب تین کے سامنے پہنچے گی تو بارہ بج کر پندرہ منٹ ہوں گے اور جب چھ کے سامنے پہنچے گی تو اس وقت ساڑھے بارہ بجیں گے یعنی بارہ بجکر تیس منٹ ہوں گے۔ تصویر میں دیکھو بڑی

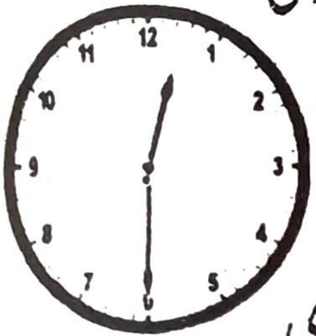

سوئی چھ کے سامنے ہے اور چھوٹی سوئی بارہ اور ایک کے بیچ میں ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس گھڑی میں اس وقت ساڑھے بارہ بج رہے ہیں۔ پھر جب بڑی سوئی نو کی گنتی کے سامنے پہنچے گی تو اس وقت بارہ بجکر پینتالیس منٹ ہوں گے۔ اب سامنے والی تصویر میں دیکھو۔ چھوٹی سوئی ایک کے سامنے جس کا مطلب یہ

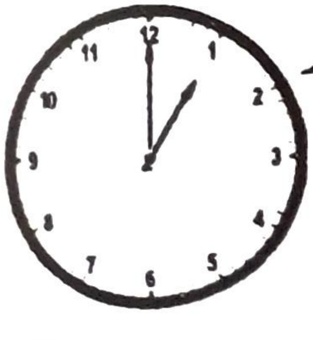

ہے کہ اس وقت ٹھیک ایک بجے کا وقت ہے۔ پھر بڑی سوئی بارہ سے چل کر پھر بارہ کے سامنے پہنچے گی تو اس وقت چھوٹی سوئی دو کے سامنے رہے گی سامنے تصویر دیکھو اس وقت ٹھیک دو بج رہے ہیں۔

کلائی کی گھڑیوں میں تین سوئیاں ہوتی ہیں۔ سب سے لمبی اور پتلی سوئی سکنڈ کی ہوتی ہے۔ اور سب سے موٹی اور چھوٹی سوئی گھنٹے کی ہوتی ہے اور پچلی سوئی جو نہ بہت موٹی ہوتی ہے نہ بہت پتلی وہ منٹ والی ہوتی ہے۔ سکنڈ والی سوئی کی پہچان یہ ہے کہ ہردم چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اب کلائی کی گھڑی کی تصویر دیکھو۔

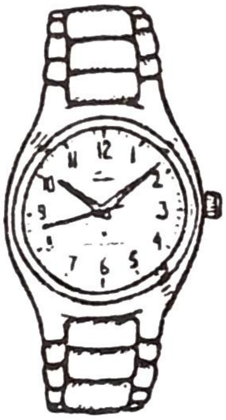

نیچے کی تصویریں دیکھ کر بتاؤ کہ کس گھڑی میں کونسا وقت ہے:

عربی پڑھنے کی مشق

ہجے کرائیے:

هُدیً۔ اَلْمُؤمِنِیْنَ۔ اِلٰهُکُمْ۔ دَاوٗدَ۔ نَسْجُدُ۔ وَابْنِهٖ۔
اَلْجِیْلَانِیؒ۔

متن پڑھائیے:

مَنْ سَکَتَ سَلِمَ۔ اِنَّ الْقُرْاٰنَ هُدیً وَّبُشْریٰ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ سَیِّدَنَا دَاؤدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَتَلَ جَالُوْتَ الْکَافِرَ۔ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَهُوَ اللهُ تَعَالیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللهُ۔ جَلَّ جَلَالُهٗ۔ لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللهُ۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللهُ۔ تَعَالیٰ شَانُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَسْجُدُ۔ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّنَا صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلیٰ رَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَ عَلیٰٓ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ اُمَّتِهٖ وَ ابْنِهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ اَجْمَعِیْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اَن گِنت اور بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں ہمیں ان سب کا نام اور کام معلوم نہیں۔ البتہ جن بعض چیزوں تک ہمارے علم کی رسائی ہے انکی تین قسمیں ہیں: حیوان، نبات، جماد۔

حیوان: اُس مخلوق کو کہتے ہیں جس میں جان ہوتی ہے اور اس کا جب جی چاہے چل پھر سکتی ہے جیسے گھوڑا، اونٹ، خچر، گدھا، ہاتھی، شیر، چیتا، بھیڑیا، بیل، گائے، بھینس، بندر، بلی، چوہا، سانپ، کھنکھجورا، (۱) طوطا، مینا، کبوتر، ہدہد، کوّا، مچھلی، کیکڑا، کچھوا، چیونٹی، مکھی، مچھر، وغیرہ ان میں ایک ایک کو حیوان اور کئی ایک کو حیوانات کہتے ہیں۔

انسان اور جنّات بھی حیوان ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں مخلوق کو دیگر حیوانات پر فضیلت دی ہے اس لیے اپنی بول چال میں ان کے لیے حیوان کا لفظ نہیں بولا جاتا۔

نبات: اس مخلوق کو کہتے ہیں جو زمین سے اُگتی ہے اپنے آپ ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا نہیں سکتی مگر اپنی جگہ پر رہ کر بڑھتی اور پھیلتی ہے

---

(۱)..... بعض علاقوں میں اس کو گوجر کہتے ہیں۔ اس لفظ میں واؤ مجہول ہے۔

جیسے آم، جامن، املی، نیم، برگد، وغیرہ کے پودے اور ککڑی، کھیرا، خربوزہ، تربوزہ، کونڑا، سرپیتا، نینوا، لوکی، دوب وغیرہ بیلیں۔ اس قسم کی چیزوں کو نبات کہتے ہیں۔

جماد: اس مخلوق کو کہتے ہیں جس میں نہ تو جان ہوتی ہے نہ زمین سے اگتی ہے نہ درختوں کی طرح بڑھتی ہے۔ جیسے مٹی، آگ، ہوا، کنکر، پتھر لوہا، سونا، چاندی، تانبا، نمک، غیرہ اس قسم کی چیزوں کو جمادات کہتے ہیں۔

پیارے بچّو! کبھی تم نے یہ سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیوان، نباتات اور جمادات کو کس لیے پیدا فرمایا؟ ہم سے سنو اللہ تعالیٰ نے یہ مخلوقات انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان پر بڑا ہی رحیم و مہربان ہے۔ اس نے زمین کا فرش بچھایا تا کہ انسان اس پر رہے سہے، چلے پھرے اس پر کھیتی کرے۔

اللہ پاک نے زمین و آسمان کے درمیان ہواؤں کا سمندر رکھا تا کہ انسان اس میں سانس لے کر تر و تازہ رہے۔ رب العالمین نے پانی پیدا کیا تا کہ انسان اس سے اپنی پیاس بجھائے، جب جی چاہے نہائے دھوئے، اپنے گندے اور ناپاک کپڑے صاف ستھرے کرے۔ ضروریات کے وقت اپنے کھیتوں کی آب پاشی کرے۔

خدائے تعالیٰ نے گھوڑے، اونٹ، خچر وغیرہ پیدا کیے تا کہ انسان ان

جانوروں پر سوار ہوکر جہاں چاہے آجا سکے اور اپنے احباب وسامان ان پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے بیل، بھینسے پیدا کیے تا کہ انسان اس کے زریعے سے کھیتوں کی جتائی کر سکے۔ ان کو اپنی گاڑیوں میں جوت [۲] کر جہاں چاہے اپنی گاڑیاں لے جا سکے۔ [۳]

اللہ پاک نے بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ پیدا کی تا کہ انسان ان جانوروں سے دودھ حاصل کرے۔ دودھ سے گھی، مکھن اور دہی تیار کرے اور جب چاہے ان جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھائے۔

اللہ پاک نے زمین سے طرح طرح کے اناج مثلاً جو، گیہوں چنا، ارہر، مسور، مٹر وغیرہ اُگائے تا کہ انسان ان غلوں کو اپنی خوراک بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کے میوے مثلاً سیب، ناشپاتی، آم، لیچی، خربوزہ، تربوز، سنترہ، انگور، کشمش وغیرہ پیدا کیے تا کہ انسان ان پھلوں کو استعمال کر کے اپنے جسم کو توانا اور دل ودماغ کو قوی بنائے۔

اللہ تعالیٰ نے سونا، چاندی، لوہا، تانبا، المونیم وغیرہ دھاتیں پیدا

---

(۱)..... یہ سب پرانے زمانے کی سواریاں ہیں۔ موجودہ زمانہ میں سائیکل، موٹر سائیکل، رکشا، ای رکشا، ٹھیلا، بس، ٹرک، ریل، پانی کا جہاز، ہوائی جہاز وغیرہ سے وہی سارے کام لیے جاتے ہیں جو پرانے زمانے کی سواریوں سے لیے جاتے تھے۔

(۲)..... جوتنا یعنی باندھنا۔

(۳)..... نیز یہی سب کام اس زمانے میں ٹرکٹر اور دیگر نئی ایجادات سے لیا جاتا ہے۔

فرمائیں تاکہ انسان ان دھاتوں سے اپنے سیکڑوں کام نکالے۔

بچو! اللہ تعالیٰ نے جس قدر احسان انسانوں پر کیے ہیں اور جتنی نعمتیں انسانوں کے لیے پیدا کی ہیں اگر کوئی ان کا شمار کرنا چاہے تو ہرگز نہیں کرسکتا۔ ہر انسان خدائے تعالیٰ کی لاکھوں نعمتوں اور احسانوں کے اندر سر سے پیر تک ڈوبا ہوا ہے۔ اس لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔ اس کو اپنا مہربان مالک جانے۔ اس کے احسان کا اقرار کرے۔ ہر دم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔ اس کی بندگی سے کبھی منہ نہ موڑے۔

اپنی اپنی کاپیوں میں کلمات ذیل کے معانی لکھو اور انہیں یاد کرو

رسائی	پہنچ	آب پاشی	سینچائی
توانا	ٹھوس	نعمت	آرام دینے والی چیز
نعمتیں	بہت سی نعمت	احسان	بھلائی کا برتاؤ، نیک سلوک
استعمال	کام میں لانا	پھل کا استعمال	پھل کھانا
لفظ کا استعمال	لفظ کا بولنا	قوی	مضبوط، طاقتور

سوالات

(۱) بالو، چونا، پان، ڈلی، مینڈک ان میں کون نبات ہے اور کون حیوان اور جماد؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے جماد، حیوان اور نبات کس لیے پیدا فرمائے ہیں؟۔

(۳) پانی سے انسان کیا کیا فائدے حاصل کرتا ہے؟

نیک لڑکا

غلام رسول بہت نیک لڑکا ہے۔صبح سویرے اٹھتا ہے۔جاگتے ہی فوراکلمہ پڑھتا ہے۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر گھر والوں کوسلام کرتا ہے۔فجر کی نماز پڑھتا ہے۔اپنا سبق یاد کرتا ہے۔اسے جھوٹ بولنے سے نفرت ہے۔جو بات پوچھو سچ کہہ دیتا ہے۔ ماں باپ کا کہامانتا ہے۔بھائی بہن سے لڑتا بھڑتا نہیں۔کسی کو گالی نہیں دیتا۔بڑوں کاادب کرتا ہے۔

وہ جب مدرسہ میں داخل ہوتا ہے تو پہلے استاد کو سلام کرتا ہے۔ پھراپنے درجے میں بیٹھ کر آموختہ دہراتا ہے۔جب چھٹی ہوتی ہے توسیدھا اپنے گھر آتا ہے۔راہ میں کھیل کودنہیں کرتا۔گھر پہنچ کر وہ کام کاج میں لگ جاتا ہے۔اس کے ماں باپ اس سے بہت خوش رہتے ہیں۔

غلام رسول کی بڑی بہن کانام سلمہ ہے۔سلمہ ایک پڑھی ہوئی دیندار عورت ہے۔وہ اپنے بھائی غلام رسول سے بڑا پیار کرتی ہے اس نے غلام رسول کواچھی اچھی باتیں سکھادی ہیں۔غلام رسول جب کھانا کھانے کی

تیاری کرتا ہے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتا ہے پھر بلند آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تب کھانا شروع کرتا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر الحمد للہ رب العٰلمین کہتا ہے۔

پیارے بچّو! تم لوگ بھی غلام رسول کا ڈھنگ سیکھو۔ جب سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو یا اللہ، یا رحمٰن یا رحیم پڑھتے پڑھتے سو جاؤ۔ پھر سویرے اٹھو۔ جاگتے ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھو۔ اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرو۔ ہمیشہ سچ بولو۔ جھوٹ سے بچو۔ پڑھنے سے جان نہ چراؤ۔ ماں باپ کا حکم مانو۔ بسم اللہ کر کے کھانا کھاؤ اور پانی پیو۔ کھا پی کر الحمد للہ کہو۔

نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے معنیٰ یاد کرو اور اپنی کاپیوں میں لکھو

نفرت .... چڑھ	آموختہ .... پڑھا ہوا سبق
دیندار ...... جو دین کی بات پر عمل کرتے ہیں	ادب .... عزت، لحاظ

الحمد للہ ...... شکر ہے اللہ تعالیٰ کا

سوالات

(۱) غلام رسول کھانا کھا کر کیا پڑھتا ہے؟

(۲) سلمہ کون ہے؟ وہ رشتے میں غلام رسول کی کیا لگتی ہے؟

(۳) غلام رسول کو بسم اللہ پڑھنا کس نے سکھایا؟

نعت شریف

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اُس اُونچے سے اونچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھُپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے معنیٰ اپنی کاپیوں میں لکھو

اولیٰ	بہتر، بڑھ چڑھ کر	رُسُل	پیغمبروں، رسول کی جمع
شایاں	لائق، مناسب	سلطان	بادشاہ
دونوں عالم	دنیا اور آخرت	خلق	عام انسان
والا	بزرگ، بڑا	جلوس	بیٹھنا
کوثر و سلسبیل	جنت کی دو دریا	غمزدہ	دُکھ کا مارا
بے کس	لاچار، مجبور	مژدہ	خوش خبری

موسم

اسلامی مہینوں کے نام تو تم پڑھ چکے ہو۔ اب ہم تمہیں انگریزی مہینوں کے نام بتانا چاہتے ہیں۔ لو سنو انگریزی مہینوں کے نام یہ ہیں:

جنوری فروری مارچ اپریل مئی جون جولائی
اگست ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر۔

جس طرح اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے یوں ہی انگریزی سال جنوری سے شروع ہو کر دسمبر پر پورا ہو جاتا ہے۔ اسلامی سال کی طرح انگریزی سال میں بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں لیکن مہینے کے دنوں کی تعداد برابر نہیں۔ کوئی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور بعض مہینے اکتیس دن کے ہوتے ہیں چنانچہ جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر اکتیس دن کے ہوتے ہیں۔ اور اپریل، جون، ستمبر اور نومبر تیس دن کے ہوتے ہیں اور رہا فروری تو وہ زیادہ تر اٹھائیس دن کا ہوتا ہے۔ اور کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں سال کے اندر تین مَوْسِم (1) آتے ہیں۔ پہلا موسم جاڑے کا، دوسرا گرمی کا، اور تیسرا برسات کا۔ کسی چیز کے لمبے زمانہ کو

---

(1)... میم پر زبر، واؤ ساکن سین پر زیر ہنگام چیز ے غیاث اللغات ص:۵۵۵۔

موسم کہتے ہیں۔ مثلا جاڑے کا موسم کئی مہینے رہتا ہے تو جتنے مہینے تک جاڑا رہے گا وہ جاڑے کا موسم کہلائے گا۔

۱۵/اکتوبر سے ۱۵/فروری تک جاڑے کا موسم رہتا ہے۔ اور ۱۵/فروری سے ۱۵/جون تک گرمی کا زمانہ ہے۔ پھر ۱۵/جون سے ۱۵/اکتوبر تک برسات کا موسم مانا جاتا ہے۔

ہندی مہینوں کے نام یہ ہیں

چیت بیساکھ جیٹھ اساڑھ ساون بھادوں کنوار

کارتک اگھن پوس ماگھ پھاگن

ہندی سال چیت سے شروع ہوکر پھاگن پر ختم ہوجاتا ہے۔ کارتک کے مہینے میں جو، مٹر، گیہوں چنا وغیرہ بویا جاتا ہے۔ اساڑھ میں دھان، مکئی، کودو، تل، باجرہ اور ارہر وغیرہ کی بوائی یہوتی ہے۔

سوالات

(۱) کس مہینے سے ہندی سال شروع ہوتا ہے؟

(۲) برسات کا موسم کتنے دنوں تک مانا گیا ہے؟

(۳) انگریزی سال میں کون کون سے مہینے اکتیس دن کے ہوتے ہیں؟

صفائی

صفائی بڑی عمدہ چیز ہے۔ صفائی کو ہر آدمی پسند کرتا ہے جسم اور کپڑوں کو میلا کچیلا رکھنا، گھر میں کوڑے، کرکٹ کا ڈھیر لگانا یہ گندی طبیعت والوں کا کام ہے۔ نکمے اور کاہل لوگ صفائی سے گھبراتے ہیں۔ جو لوگ چست اور پھرتیلے ہیں وہ صفائی سے جان نہیں چراتے۔

ہر چیز کی صفائی کا الگ الگ ڈھنگ ہے۔ جسم کی صفائی یہ ہے کہ نہا دھو کر بدن صاف وستھرا رکھا جائے۔ دانت کی صفائی یہ ہے کہ مسواک یا منجن سے اس کو مانجا جائے۔ کپڑے کی صفائی یہ ہے کہ صابن یا ریٹھ سے اس کو دھویا جائے۔ گھر کی صفائی یہ ہے کہ اس میں جھاڑو دینے کے بعد جو کوڑا کرکٹ نکلے اسے باہر کسی گڈھے میں پھینک دیا جائے۔ کوٹھری اور کمرے میں جو سامان اِدھر اُدھر بکھرا پڑا ہوا سے سلیقے سے اپنی اپنی جگہ رکھ دیا جائے۔

بعض بچے منہ ہاتھ دھونے سے بہت گھبراتے ہیں۔ اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں۔ ایسے لڑکے بہت گندے اور بیہودہ ہیں۔ لڑکوں کو چاہیے کہ منہ ہاتھ دھونے میں ہرگز اُسکت نہ کریں۔ اگر جاڑے میں ٹھنڈا پانی تکلیف دیتا ہو تو گرم یا تازہ پانی سے منہ ہاتھ دھوئیں۔

بہت سے پھوہڑ لڑکے اپنی ناک صاف نہیں رکھتے۔ ان کی ناک میں گاڑھا پانی بھرا رہتا ہے جس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بہت گھن کرتے ہیں۔ یوں ہی بعض گندے لڑکے اپنی ناک کے بہتے ہوئے پانی کو اپنی آستین سے پونچھتے رہتے ہیں۔ یہ سب باتیں بڑے عیب کی ہیں۔ ایسے پھوہڑ اور گندے لڑکوں سے نہ کوئی پیار کرتا ہے نہ اپنے پاس بیٹھنے دیتا ہے۔

پیارے بچّو! تم سویرے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کی عادت رکھو۔ مسواک یا منجن سے روزانہ دانت مانجا کرو۔ اپنی ناک ہمیشہ صاف رکھا کرو ناک صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ کہیں آڑ میں چلے جاؤ اور بائیں ہاتھ سے ناک کا ایک سوراخ دبا کر بند کردو اور دوسرے سوراخ سے سانس باہر مارو پھر دوسرے سوراخ کو بند کر کے اب پہلے سوراخ سے سانس باہر کرو۔ اس طرح کرنے سے ناک کا پتلا اور گاڑھا دونوں طرح کا پانی باہر نکل جائے گا۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں ناک میں ڈال کر چمٹی ہوئی رینٹھ کو چھڑالو اور ہاتھ دھوڈالو۔ ناک صاف کرتے وقت ہمیشہ بائیں ہاتھ سے کام لینا چاہیے۔ داہنے ہاتھ سے کبھی ناک صاف نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں ناک میں پانی ڈالنا ہو تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالو۔ لوگوں کے سامنے ناک سِنکنا یا ناک میں انگلی ڈالکر رینٹھ صاف کرنا بہت معیوب ہے۔

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنیٰ یاد کرو اور اپنی کاپی میں درج کرو

ترکیب .... طریقہ	چھنگلیاں ... ہاتھ اور پاؤں کی کنارے والی چھوٹی انگلی
اسکت .... سستی، ڈھیل	عیب .... خرابی، برائی
سلیقہ .... اچھا ڈھنگ	رینٹھ ...... ناک کا دلدار میل، ناک کی کثافت
معیوب .... برا کام	عادت .... لت

قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ یہ اکٹھا ایک بار نہیں اُترا۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے جبرئیل علیہ السلام کو اپنا کلام دے کر بھیجتا۔ وہ حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا کلام حضور کو سنا دیتے پھر حضور اس کو یاد کر لیتے اور کسی صحابی کو بلوا کر لکھوا دیتے۔ اس طرح تیئس برس میں پورا قرآن مجید نازل ہوا ہے۔

قرآن شریف سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں آسمان سے نازل فرمائی ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے لیکن ان میں سے بہت سی کتابیں تو دنیا سے نابود اور لاپتہ ہو گئیں اور بعض جو موجود ہیں ان میں مکّار لوگوں نے

بہت کچھ گھٹا بڑھا دیا ہے۔ اس لیے اب وہ اصلی آسمانی کتابیں نہیں رہ گئیں

قرآن شریف کو نازل ہوئے چودہ سو برس سے بھی زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس میں آج تک ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی جیسا پہلے دن نازل ہوا تھا ویسا ہی بعینہ آج بھی موجود ہے۔ اگرچہ دشمنوں نے قرآن کے خلاف بہت کچھ ہاتھ پیر مارے مگر اس میں اب تک ایک نقطے یا زبر، زیر کا فرق نہیں پڑ سکا۔ پس آسمانی کتابوں میں اس وقت صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہر طرح کی کاٹ چھانٹ سے بالکل محفوظ ہے۔

دیکھو توریت شریف سریانی زبان میں ہے۔ اور انجیل مقدس عبرانی زبان میں نازل [1] ہوئی تھی اور قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ آج تم عرب، ایران، چین، جاپان، مصر، شام، ترکی، جرمنی، فرانس، روس، افریقہ، امریکہ وغیرہ دنیا کے جس کونے میں چلے جاؤ وہاں تم کو قرآن پاک عربی ہی زبان میں ملے گا لیکن تم اصلی توریت و انجیل کے لیے پوری دنیا چھان مارو تو تمہیں سریانی زبان والی توریت اور عبرانی زبان والی انجیل کہیں نہیں ملے گی۔

عرب کے کافروں کو اپنی عربی زبان پر بڑا ناز تھا۔ وہ لوگ اپنی عربی زبان کے بل پر دنیا کے تمام انسانوں کو گونگا اور جانور سمجھتے تھے۔ جب

---

(1)۔۔۔۔ الملفوظ سرکار اعلیٰ حضرت حصہ چہارم۔ ۱۴

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہونا شروع ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیتیں عرب کے کافروں کو سنائیں، تو انہوں نے قرآن کو خدا کا کلام ماننے سے انکار کر دیا۔ اور بولے کہ یہ تو کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔ اس پر کافروں کو للکارا گیا کہ قرآن تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اگر تمہارے خیال میں یہ انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو تم لوگ بھی انسان ہو تم میں جتنے آدمی قابل اور اونچے دماغ والے ہیں سب مل کر زور لگاؤ اور قرآن جیسی کوئی ایک سورۃ بنا کر پیش کرو۔

عربی زبان پر فخر کرنے والے کافر اس اعلان کو سن کر بہت کچھ اچھلے کودے، بڑا زور باندھا۔ لیکن قرآن جیسا ایک سطر کا کلام بھی بنا کر وہ مقابلے پر نہ لا سکے۔ کیوں؟ اس لیے کہ قرآن مجید انسان کا کلام نہیں بلکہ وہ سچے خدا کا کلام ہے۔ اس کا مقابلہ انسان تو کیا جن اور فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ اسی لیے یہ حقیقت سیکڑوں برس پہلے سے ثابت ہو چکی ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا برحق کلام اور اس کی سچی کتاب ہے۔

پھر آج بھی ہر آدمی سے قرآن کا یہ سوال ہے کہ بتاؤ تم مجھے خدا کا کلام مانتے ہو یا انسان کا؟ اگر جواب دینے والا یہ کہہ دے کہ اے قرآن میں تجھے خدا کا کلام مانتا ہوں تب تو اس کی رہائی ہے۔ اور اگر یہ جواب دے کہ اے قرآن میں تجھے خدا کا کلام نہیں مانتا میں تجھے انسان کا کلام مانتا ہوں تو

قرآن گرج کر فرماتا ہے او انکار کرنے والے تم اتنا کہہ کر چھٹی نہیں پا سکتے سنوں اگر تمہارے گمان میں یہ قرآن انسان کا کلام ہے تو تم بھی انسان ہو، تم بھی قرآن جیسا کلام تیار کر کے میرے مقابلے پر لاؤ اور اگر تم سے تنہا نہ ہو سکے تو اپنے ساتھیوں کو بلا لو۔ اور تم سب مل کر میرا مطالبہ پورا کرو۔

لیکن ہمیشہ سے یہی ہوتا رہا ہے کہ قرآن کے اس مطالبے کو سن کر بڑے سے بڑے قابل اور فاضل انسان اپنی ساری چوکڑی بھول گئے اور دم بخود ہو جانے کے سوا ان سے کچھ بن نہ پڑا۔ کیوں اس لیے کہ یہ قرآن انسان کا کلام نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کا کلام ہے تو بھلا انسان اس کے مقابلے پر کیوں کر ٹھہر سکتا ہے۔

کلمات ذیل کے معانی اپنی کاپیوں میں تحریر کرو اور انہیں زبانی یاد کر ڈالو

کلام .... بات، گفتگو، بول	نابود .... ختم
مکّار ... دھوکہ دینے والا، جھوٹ کو سچ بنانے والا	بعینہ .... ہو بہو
بالکل .... پورا	محفوظ .... بچا ہوا
عرصہ .... مدت	موجود .... حاضر، پایا گیا

سوالات

(۱) پورا قرآن مجید کتنے دنوں میں نازل ہوا؟

(۲) توریت کس زبان میں نازل ہوئی۔ اور انجیل کس زبان میں اتری؟

(۳) عرب کے کفار قرآن مجید کے مقابلے سے کیوں عاجز رہے؟

عربی پڑھنے کی مشق

اَلِفْ۔لَامْ۔ مِیْمْ۔اَلٓمّٓ۔ بَدِیْعُ۔ اَلصَّلٰوٰتُ۔

اَلتَّحِیَّاتُ۔اَلسَّمٰوٰتُ اَلْاُمِّیُّ

اَللّٰہُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ رَبَّنَا جَلَّ جَلَا لُہٗ ۔ خَالِقُ اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ ۔ وَھُوَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔اِنَّہٗ تَعَالٰی فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ وَھُوَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ۔ اَلٓمّٓ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ ۔ کَلَّا۔لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہُ۔ حَافِظُوْ عَلَی الصَّلَوٰاتِ۔التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالطَّیِّبَاتُ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ اِنَّ اللّٰہَ جَلَّ شَانُہٗ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّنَا الْکَرِیْمُ ۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۔اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

ملک عرب سے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا ملک فلسطین (۱) ہے۔ جب بابل کے کافر ایمان نہیں لائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ہجرت کر گئے۔ اور فلسطین میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور دوسری کا نام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے کا نام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہے۔ وہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے مقدس بطن سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے مبارک شکم سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی شیر خوار بچہ ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اسمٰعیل اور ہاجرہ کو مکہ پہنچا دو۔ اس زمانے میں مکہ کی سرزمین پر کوئی آبادی نہ تھی آس پاس صرف ببول وغیرہ کے درخت تھے۔ باقی سنسان چٹیل میدان تھا اور پانی کا تو کوسوں نام و نشان نہ تھا۔ حکم الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم

---

(۱).... فاء کے نیچے زیر، لام پر زبر، سین ساکن۔ طا کے نیچے زیر۔ غیاث اللغات، ص:۲۹۔

علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کو ساتھ لیا اور فلسطین سے چل پڑے۔ جب مکہ کی سرزمین پر پہنچے تو سواری کو روکا اور ان دونوں حضرات کو ایک درخت کے نیچے اتارا پھر حضرت ہاجرہ کو ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک مشک پانی سپرد کر کے واپس روانہ ہوئے۔ آپ کو واپس جاتے دیکھ کر حضرت ہاجرہ نے پوچھا، حضرت! ہمیں اس سنسان، بیابان میں کس کے سہارے چھوڑ کر آپ جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کا نہ تو کچھ جواب دیا نہ مڑ کر دیکھا۔ جب کئی بار پوچھنے پر جواب نہ ملا تو حضرت ہاجرہ نے عرض کی۔ کیا ہم دونوں کو اس طرح چھوڑ کر جانے کا حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں! یہ سن کر حضرت ہاجرہ نے اطمینا کا سانس [1] لیا اور بولیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو وہ ہم دونوں کی ضرور حفاظت فرمائے گا۔

حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا توشہ دان میں سے کھجوریں کھاتیں اور مشک سے پانی پیتیں۔ چند دنوں کے بعد کھجور اور پانی ختم ہو گئے تو آپ بہت پریشان ہوئیں۔ یہاں تک کہ پیاس کی سختی سے آپ کی چھاتی کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ اب تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جان کے لالے پڑ گئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت بہت ہی ننھے شیر خوار

---

(1) .... سانس کا استعمال مذکر و مونث دونوں طرح درست ہے (رئیس اللغات، ص:۵۷۶ مطبوعہ لاہور)

بچے تھے۔ بھوک اور پیاس کے مارے تڑپ تڑپ کر ایڑیاں رگڑنے لگے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا دل ہلا دینے والا یہ سماں دیکھ کر بیتاب ہوگئیں۔ اپنے ننھے بیٹے کو تو وہیں چھوڑا اور خود اِدھر اُدھر دوڑ کر پانی تلاش کرنے لگیں۔ قریب ہی میں صفا اور مروہ نام کی دو پہاڑیاں تھیں۔ آپ دوڑ کر کبھی صفا پہاڑی پر چڑھتیں اور کبھی مروہ پر جاتیں اور دور دور تک نگاہ دوڑا کر پانی کی کھوج کرتیں۔ اس طرح ان دونوں پہاڑیوں کا آپ نے سات مرتبہ چکر لگایا مگر پانی کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔

آخری مرتبہ جب آپ اُدھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر پانی کی تلاش میں مشغول تھیں۔ تو اِدھر حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آئے، زمین میں ایک ٹھوکر لگائی جس سے زمین پھٹ گئی اور پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ جب حضرت ہاجرہ مایوس ہو کر واپس آئیں تو حضرت اسمٰعیل کے نزدیک ابلتا ہوا چشمہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ آپ نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی اِدھر اُدھر بہہ کر ختم ہو جائے اس لئے آپ اس چشمے کے کنارے کنارے دھول لیکر مینڈ بناتی جاتی اور اپنی سریانی زبان میں کہتی جاتیں زم زم جس کے معنیٰ یہ ہیں تھم تھم یعنی رک رک، بعد میں ہمیشہ کے لیے اس بارک چشمے کا یہی نام پڑ گیا۔ پھر حضرت ہاجرہ نے زم زم کا پانی خود پیا اور اپنے ننھے لاڈلے کو پلایا جس سے دونوں کی جان میں جان پڑی اور

بھوک و پیاس ختم ہوئی۔ زم زم شریف کا یہ اثر ہے کہ وہ کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کام دیتا ہے۔

مکہ سے واپس جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ آپ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دیکھ بھال کے لئے ہر مہینے مکہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ صبح کو براق [1] پر سوار ہوکر فلسطین سے چلتے اور مکہ آکر ان دونوں حضرات سے ملاقات کرتے اور حال چال پوچھتے پھر اسی دن دوپہر کے وقت فلسطین واپس پہنچ جاتے۔

زم زم کا چشمہ ظاہر ہونے کے بعد بنی جُرہم کا ایک خاندان پانی کی تلاش میں وہاں آپہنچا۔ دیکھا کہ یہاں تو پانی کی اِفراط ہے۔ ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آباد ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ وہ لوگ بھی یہیں آباد ہو گئے۔ اب مکہ کی وہ زمین سنسان نہ رہ گئی بلکہ خاندان جرہم کے بس جانے کی وجہ سے ہر طرف چہل پہل نظر آنے لگی۔ حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام خاندان کے لوگوں میں پلے بڑھے۔ انھیں لوگوں سے عربی زبانیں سیکھی۔ جب جوان ہوئے تو آپ کی شادی بھی اسی خاندان میں ہوئی۔ ہمارے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی کی نسل پاک سے ہیں۔

---

(۱) .... مدارج النبوۃ، ج: ۲، ص: ۱۳۔

ذیل کے الفاظ کے معانی اپنی کاپیوں میں لکھواورانہیں پختہ یاد کرلو

ہجرت........ خدائے تعالیٰ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ دینا

مقدس.............. پاک، ستھرا

صاحبزادہ.... بیٹا عزت والے آدمی کا

افراط...... بہتات، کثرت، زیادتی

اجازت............ منظوری

جرہم............ یمن کے ایک مشہور سردار کا نام جس کی اولاد کو بنی جرہم اور کبھی جرہم کہا جاتا ہے

چند............. تھوڑا، کچھ، کئی ایک

بنی.............. اولاد، خاندان

پہاڑی.......... چھوٹا پہاڑ

بطن.............. پیٹ

اثر............. کام، نشان

مطابق............ موافق

شیرخوار......... دودھ پیتا بچہ

وحی.......... خدائے پاک کا کلام

شکم.............. پیٹ

اطمینان............. چین، دلاسا، تسلّی

دستور.......... طریقہ، ڈھنگ، قاعدہ

مشک.......... چمڑے کا بڑا تھیلا جس میں پانی بھر کر رکھا جاتا ہے

نسل......... خاندان، بیٹے، پوتے، پوتوں کی اولاد

خاندان..... گھرانا، قبیلہ، کنبہ، پریوار

مشغول........... کام میں لگا ہوا

چشمہ.............. پانی کا سوتا

قریب......... پاس، نزدیک

مایوس............... ناامید، بے آس

سماں............... وقت، منظر، حال

بیتاب............ بے چین، گھبرایا ہوا

توشہ دان............ وہ برتن جس میں مسافر کھانا لیکر چلتا ہے

سوالات

(۱) حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام کیا ہے؟

(۲) زم زم شریف کا چشمہ کیوں پیدا ہوا؟

(۳) ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل پاک سے ہیں یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے مقدس خاندان سے؟

نیت کا پھل

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ بہت مشہور بادشاہ گزرے ہیں ایک مرتبہ آپ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے دیہات میں جا پہنچے جہاں گنّے بہت زیادہ بوئے گئے تھے۔ آپ نے اب تک گنّا دیکھا نہیں تھا۔ جب آپ نے گنّا چوسا تو بہت پسند آیا۔ آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ گنّے کی پیداوار پر بھی لگان مقرر کروں گا تاکہ ہر سال ہمارے شاہی خزانے کو ایک نئی آمدنی حاصل ہوتی رہے۔ اتنا سوچنا تھا کہ اب جو گنّا آپ چوستے ہیں

اس میں رس ہی نہیں۔آپ نے کسانوں سے کہا کہ لوگوں! کیا بات ہے کہ اچانک گنوں کے رس ہی ختم ہو گئے؟

آپ کی بات سن کر ایک بوڑھا کسان سامنے آیا اور کہنے لگا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے بادشاہ کی نیت بگڑ گئی ہے۔اس نے اپنی سلطنت میں کوئی ایسا قانون جاری کرنا چاہا ہے جس سے رعایا کو تکلیف ہو۔بس یہی وجہ ہے کہ گنّے کے رس خشک ہو گئے۔بادشاہ تو خود آپ ہی تھے اور آپ ہی نے گنّے کی پیداوار پر لگان مقرر کرنے کا ارادہ کیا تھا بس سمجھ گئے کہ یہ میری ہی نیت کی خرابی کا پھل ہے۔آپ نے فوراً دل میں توبہ کی اور ٹھان لیا کہ میں ہرگز لگان مقرر نہیں کروں گا۔توبہ کرنا تھا کہ اب جو گنّا چوستے ہیں وہ رس سے بھرا ہوا ملتا ہے۔

بچّو! ملک کا سب سے بڑا حاکم بادشاہ ہوا کرتا ہے۔جب تک بادشاہ ٹھیک راستے پر چلتا رہے گا ملک کے اندر خوشحالی رہے گی اور جب اس کی نیت بگڑ جائے گی تو ملک میں تباہی ضرور پھیلے گی۔دیکھو! محمود غزنوی بادشاہ کے دل میں کھیتوں کا لگان بڑھا دینے کا خیال پیدا ہوا گنّوں کے رس کی برکت ختم ہوگئی۔اور جب بادشاہ نے توبہ کرلی۔اپنی نیت ٹھیک کرلی تو اللہ تعالیٰ نے گنّوں کو رسیلا بنا دیا۔معلوم ہوا کہ اچھی نیت کا پھل اچھا ہے اور بری نیت کا پھل برا ہے۔(تفسیر روح البیان)

سوالات

(۱) گنّوں کے رس اچانک کیوں ختم ہو گئے؟

(۲) بوڑھے کسان نے کیا جواب دیا؟

(۳) بعد میں گنے رسیلے کیوں ہو گئے؟

ایک ننھّے طالب علم کا خط

(اپنے باپ کے نام)

۸۶/۹۲ء

از رسولپور ۲۰ محرم سنہ ۱۳۹۱ھ

جناب والد صاحب قبلہ .... السلام علیکم

ادب کے ساتھ عرض ہے کہ میں اس قت تیسرے درجہ میں پڑھ رہا ہوں ۔ ہمارے مولوی صاحب خوب محنت سے پڑھاتے ہیں ان کا نام مولوی نبی بخش خان صاحب ہے ۔ ہمارے درجہ میں لڑکوں کی تاداد بارہ ہے جن میں چار لڑکے محمد احمد، عبداللہ، عبدالرحمٰن اور علی حسن خاص ہمارے

گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ باقی آٹھ لڑکے دوسرے گاؤں کے ہیں۔ہم لوگوں کو مولوی صاحب نے وضو بنانے اور نماز پڑھنے کا تریقہ بھی سکھا دیا ہے۔آپ مہربانی کر کے ایک اچھا سا اغالدان خرید کر کسی کے ہاتھ بھیج دیں۔ ہمارے مولوی صاحب پان کھاتے ہیں۔ان کو اغالدان کی ضرورت ہے۔والدہ صاحبہ، عائشہ بہن اور نہال احمد بھائی آرام سے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔میں پہلی بار آپ کو خط بھیج رہا ہوں۔ لکھنے میں مجھ سے جو غلطی ہوئی ہو اسے ماف کریں گے۔

کمال احمد موضع رسول پور ضلع بستی

سوالات

(۱) کمال احمد کے کچھ ساتھیوں کے نام بتاؤ؟

(۲) کمال احمد کے بھائی اور بہن کا نام کیا ہے؟

(۳) کمال نے اپنے اس خط میں کتنے الفاظ غلط لکھے ہیں؟

جمال احمد کا خط

(اپنے بیٹے کے نام)

۸۶/۹۲ء

از بمبئی ۲۸ر محرم ۱۳۹۱ھ

برخوردار نور چشم کمال احمد.......وعلیکم السلام

بعد دعا اور سلام کے معلوم ہوا کہ تمہارا خط ۲۵ر محرم ۱۳۹۱ھ کو وصول ہوا۔ اس بات پر بڑی خوشی ہوئی کہ تم نے خط لکھنا شروع کر دیا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک اچھا مراد آبادی اگالدان خرید کر تمہارے استاذ کے لیے بھیجوں گا۔ جب اگالدان پہنچ جائے تو تم اس کو اپنے مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کر دینا اور قیمت مت لینا۔

تمہارے خط سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ تمہارے مولوی صاحب خوب محنت سے پڑھاتے ہیں لیکن تم خود بھی محنت سے پڑھتے ہو یا نہیں؟ یہ بات تمہارے خط سے ظاہر نہیں ہوئی۔

عزیز فرزند! سنو صرف استاذ کی محنت سے کام نہیں بنے گا بلکہ شاگرد کو بھی محنت اور کوشش کرنی پڑے گی۔ لہٰذا تم بھی پڑھنے میں خوب محنت کرنا۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نقل لکھنے کی مشق بہت کم کرتے ہو کیوں کہ

تمہارے خط میں کئی ایک غلطیاں ہیں۔ تم کو چاہیے تھا کہ پہلے کسی سادہ کاغذ پر خط لکھ کر اپنے استاذ کو دکھاتے پھر جب وہ غلط لفظ کی اصلاح کر دیتے تو دوبارہ تم دوسرے کاغذ پر لکھ کر میرے پاس روانہ کرتے۔ میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ جب کبھی میرے پاس خط بھیجنا ہو تو لکھ کر پہلے اپنے استاذ کو دکھا لیا کرنا، اس کے بعد میرے پاس بھیجنا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لکھے ہوئے غلط الفاظ کی اصلاح کر دوں۔ لہذا غور سے پڑھ لو اور اپنی غلطیوں کو پہچانو۔

(۱) تم نے تعداد کو تاداد لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ ت کے بعد الف نہیں بلکہ عین کا حرف رہے گا۔

(۲) طریقے کا لفظ ت سے نہیں بلکہ ط سے لکھا جائے گا۔ تم نے اپنے خط میں اس لفظ کو ت سے لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔

(۳) جس برتن میں پان، ڈلی، کتھا اور چونا رکھا جاتا ہے اسے پاندان کہتے ہیں۔ یوں ہی جس برتن میں پان کی پیک تھوکی جائے اسے اگالدان کہتے ہیں۔ تم نے اس لفظ کو غین سے اغالدان لکھا ہے یہ غلط ہے۔

(۴) تم معاف کی جگہ ماف لکھ دیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ میم اور الف کے بیچ میں عین ہونا چاہیے۔

دعا گو

جمال احمد۔ گھاٹ کوپر شہر بمبئی

ذیل کے الفاظ کے معانی اپنی کاپیوں میں لکھواور انہیں یاد کرلو

مشق........ کسی کام کو بار بار کرنا	غور.................. دھیان
کوشش.............. لاگ، جتن	برخوردار... پھلا پھولا، یہ لفظ بیٹے کو بولتے ہیں
اصلاح...... ٹھیک کرنا، درست کرنا	نورچشم............ بیٹا، آنکھ کی روشنی
ہدایت.............. حکم، تاکید	روانہ کرنا.............. بھیجنا
لہذا.................. اس لیے	وصول ہوا.................. ملا
فرزند.................. بیٹا	قیمت.................. دام
عزیز.............. پیارا رشتہ	ظاہر.................. کھلا ہوا

سوالات

(۱) جمال احمد نے کون کون سے لفظ کی اصلاح کی ہے؟

(۲) ٹوپی اور ٹو پیوں میں کیا فرق ہے، یوں ہی لفظ اور الفاظ میں کیا فرق ہے؟

(۳) اوپر والا خط جمال احمد نے کس تاریخ میں لکھا ہے؟

نعت شریف

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنّتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبوں تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

میری خاک یا رب! نہ برباد جائے
پسِ مرگ کردے غبارِ مدینہ

رگ گل کی جب نازکی دیکھتاہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے، بسیں ان کے جلوے
میرادل بنے یاد گارے مدینہ

بنا آسماں منزل ابن مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ! افتخارِ مدینہ

(مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک

شہر مکہ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت آباد ہوا۔ اسی شہر میں حضرت عدنان ایک بہت مشہور سردار گزرے ہیں۔ یہ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل پاک سے تھے۔ عرب کے بہت سے خاندان والے حضرت عدنان کی اولاد ہیں۔ خود ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عدنان ہی کی نسل سے ہیں۔ سرکا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عدنان تک اکیس پیڑھیاں ہیں۔ کسی بھی انسان کے باپ، دادا، پردادا وغیرہ کو پشت اور پیڑھی کہتے ہیں۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب بیان کیا جاتا ہے۔ اس کو زبانی خوب پختہ یاد کرلو۔

سرکار مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عبد المطّلب بن حضرت ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

عربی زبان میں بیٹے کو بن اور ابن کہتے ہیں اور بیٹی کو بنت کہا جاتا ہے چونکہ ہمارے سرکا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ کے بیٹے ہیں، اس

لیے ہمارے سرکار کو ابن عبد اللہ کہا جاتا ہے۔ جیسے اگر عبد الرحمٰن ، معین الدین خاں کا بیٹا ہے تو اس کو عبد الرحمٰن بن معین الدین خاں کہا جائے گا۔

حضرت عبد المطلب ، ہمارے سرکار کے دادا ہیں اور حضرت ہاشم ہمارے سرکار کے پردادا اور حضرت مناف لکڑ دادا ہیں۔ چونکہ دادا بھی باپ ہی ہوتا ہے اس لیے تم سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابن عبد المطلب اور ابن ہاشم بھی کہہ سکتے ہو۔ یوں ہی تم ہمارے سرکار کو ابن عدنان ، ابن اسمٰعیل علیہ السلام ابن ابراہیم علیہ السلام کہنے کا حق بھی رکھتے ہو۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ، دادا پردادا وغیرہ یعنی حضرت عبد اللہ سے حضرت عدنان تک یہ سب حضرات بڑی شریف طبیعت کے مالک ہو کر گزرے ہیں۔ ان کی عزت اور بڑائی کا لوہا پورے عرب والے مانتے تھے۔ ان حضرات کے کارنامے تم بڑی بڑی کتابوں میں پڑھو گے۔ یہاں ہم صرف حضرت فہر کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں دسویں نمبر پر تم نے حضرت فہر کا نام پڑھا ہے۔ یہ جب شہر مکہ کے سردار ہوئے تو اس زمانے میں ملک یمن کا حاکم حسان بن عبد کلال تھا۔ اس شخص کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی تھی کہ پورے عرب کے لوگ کعبہ کا حج کرنے کے لیے مکہ میں تو حاضر ہوتے ہیں لیکن یمن میں کوئی نہیں آتا۔ اس نے سوچا اگر میں کعبہ ڈھا کر

اس کے پتھر یمن میں اٹھالاؤں اور یہیں کعبہ بنادوں تو عرب کے لوگ مکہ جانا بند کردیں گے اور کعبہ کا حج کرنے کے لیے یمن میں جمع ہوں گے۔ اس طرح ہمارے ملک کی رونق اور عزت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایک فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کردی۔

ادھر حضرت فہر کو جب خبر لگی کہ یمن کا لشکر مکہ پر چڑھائی کرنے کے لیے آرہا ہے تو انہوں نے بہت سے قبیلوں کو جمع کر کے حسّان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر یمن کی فوج ہار گئی۔ حسان گرفتار ہوا۔ تین برس تک قید کی مصیبت جھیلنے کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا۔ اس واقعہ سے سارے عرب پر حضرت فہر کا رعب و دبدبہ چھا گیا۔

ذیل کے کلمات کے معانی اپنی کاپیوں میں لکھو اور انہیں پختہ یاد کرلو

نسب .... خاندان، رشتہ	رونق .... سجاوٹ، خوبصورتی
کارنامہ .... شاندار کام	ناگوار .... ناپسند
شریف طبیعت کے مالک.. بھلی طبیعت والے	قید .... بندھن
حج ...... کعبہ کی زیارت، کعبہ کے چاروں طرف سات بار چکر لگانا، حجر اسود کو چومنا	فدیہ .... جان چھڑانے کا بدلہ
	رعب و دبدبہ .... دباؤ اور بڑائی

سوالات

① حضرت عدنان تک سرکار مصطفیٰ ﷺ کا نسب پاک زبانی سناؤ؟

② بتاؤ کہ حضرت قصی کے باپ، دادا، پردادا اور بیٹے، پوتے اور پرپوتے کا نام کیا تھا؟

③ حضرت فہر اور حسان کا واقعہ بیان کرو؟

مینڈک

مینڈک ایک ایسا جانور ہے جو پانی کی تہ میں اور خشکی کے اوپر بڑی آسانی سے رہتا سہتا ہے۔ اس کا بدن موٹا اور بے ڈھنگا ہے۔ بڑا سا منہ۔ موٹی موٹی بڑی آنکھیں، نرم نرم لجلجی کھال، بہت چپچپا اور بھونڈا۔ اسی واسطے نہ تو دیکھنے میں خوبصورت لگتا ہے نہ ہاتھ لگانے کے قابل ہوتا ہے، مگر پھر بھی اس میں کئی باتیں عجیب وغریب ہیں۔

اوّل تو یہی کہ جس طرح زمین پر اِدھر اُدھر پھُدکتا اور چھلانگیں مارتا ہے۔ اسی طرح آسانی کے ساتھ پانی میں تیرتا پھرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ پانی میں غوطہ مارتا ہے تو ہماری تمہاری طرح دو چار منٹ

میں اس کا دم نہیں گھٹتا بلکہ وہ گھنٹوں اندر ہی اندر مزے سے بیٹھا رہتا ہے۔ یا تیرتا پھرتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ پانی نہ رہے یا بہت سردی ہو تو کبھی تالاب کے نیچے کی مٹی میں کبھی نالوں اور نہروں کے کنارے سوراخوں میں یہ مینڈک اس طرح رہتے ہیں جیسے کوئی پڑا سو رہا ہو اور اسی حالت میں مہینوں گزارہ کرتے ہیں۔ جب برسات کا موسم آتا ہے تو گویا اس خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں اور ٹر ٹرا کر سارا جنگل سر پر اٹھا لیتے ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ مینڈک ایسا پھرتیلا اور چاق ہے کہ اپنے بیس گنی اونچائی اچھل جاتا ہے اور پچاس گنی لمبائی پھلانگ سکتا ہے۔

پانچویں سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ شروع میں مینڈک کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ مچھلی کی صورت میں انڈے سے نکلتا ہے۔ تم نے تالابوں، پوکھروں اور کھیتوں کی کیاریوں میں بارہا دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی سیاہ رنگ کی چھوٹی چھوتی مچھلیاں جھلک دکھا کر گہرے پانی کی طرف چلی جاتی ہیں وہ اصل میں مینڈکوں کے بچّے ہوتے ہیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد ان کا دھڑ موٹا ہونے لگتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں اور ہاتھ نظر آنے لگتے ہیں۔ اس طرح آٹھ ہفتے گزرنے تک پورے مینڈک بن جاتے ہیں۔

مینڈک کیڑے مکوڑے اور مچھروں کا شکار کر کے کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کا گھر میں ہونا بہت مفید ہے۔ مگر خرابی یہ ہے کہ خود وہ سانپوں کی مزے دار خوراک ہیں۔ سانپ ان کی تلاش میں رہتے ہیں لہٰذا جب گھروں میں مینڈک بہت ہوں تو بڑا خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں سانپ ادھر ادھر نہ ہوں۔

بہت سے چلبلے اور شریر لڑکے میڈکوں سے کھیلتے ہوئے ان کو مارتے اور ستاتے ہیں۔ کوئی اپنا نشانہ صحیح کرنے کے لیے ان کے سر پر ڈھیلا یا اینٹ کا ٹکڑا مارتا ہے۔ اگر مینڈک پھرتی سے پانی میں غوطہ نہ لگائے تو چوٹ کھا کر مر جائے۔ بعض لڑکے زمین پر چلتے ہوئے مینڈک کو چھڑی سے مار مار کر اپنا جی بہلاتے ہیں اور بعض پیروں سے ٹھوکر مارتے ہیں۔

بچّو! سنو اور دھیان سے سنو، بے قصور مینڈکوں کو ستانا یا زخمی کرنا یا جان سے مارنا بے رحمی کا کام اور شرعاً گناہ ہے۔ اس قسم کے لڑکے بڑے چھچھورے اور نالائق ہیں۔ بے خطا جانوروں کو ستانا انسان کو ستانے سے بھی بڑھکر برا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہمارے مذہب نے مچھلی، چوپائے اور چڑیا کا شکار کرنا جائز قرار دیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ شکاری آدمی دوا یا غذا حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو اور اگر کوئی شخص محض دل بہلانے کی خاطر شکار کرتا ہو وہ شرعاً گنہگار ہے۔

اب مینڈکوں کی وفاداری کا ایک واقعہ سنو۔ جب بابل کے کافروں

نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ختم کرنے کے لیے ایک بہت بڑا آتش کدہ تیار کر کے اس میں آگ جلائی تو اس موقع پر مینڈک اپنے منہ میں پانی لیکر پہنچے اور آگ پر چھڑکنے لگے تا کہ وہ بجھ جائے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مینڈکوں کے چند قطرے پانی ڈالنے سے ہرگز وہ آگ بجھ نہیں سکتی مگر انہوں نے اپنی سکت بھر کوشش کے یہ ثابت کر دیا کہ مینڈک ایک پیغمبر کے وفادار اور طرفدار ہیں۔ اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مینڈکوں کو جان سے نہ مارو کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کی آگ پر پانی چھڑکتے تھے۔ (۱)

اب لگے ہاتھوں گرگٹ کا بھی حال سن لو۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ بھڑکانے کے لیے پھونک مارتا تھا۔ یہ بالکل کھلی بات ہے کہ گرگٹ کی پھونک سے وہ آگ بھڑک نہیں سکتی تھی، مگر اس نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا ہے کہ گرگٹ ایک پیغمبر کا دشمن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے گرگٹ کو جان سے مارنے کا حکم دیا ہے۔ ۲

سوالات

(۱) مینڈک مارنے سے کیوں روکا گیا ہے؟

(۲) گرگٹ مارنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

---

(۱)... تفسیر روح البیان، سورۂ اعراف، ص:۲۳۱۔ ۲ تفسیر روح البیان، سورۂ اعراف، ص:۲۹۹۔

نعت شریف

وہ خدا کا ، خدا اس کا دشمن
جس نے چھوڑا محمد کا دامن

جب سے دیکھا کھجوروں کا جھرمٹ
ہیچ ہے میری نظروں میں گلشن

عشق احمد میں آنسوں بہا کر
بھرلیا میں نے پھولوں سے دامن

یاد آنے لگا پھر مدینہ
تیز ہونے لگی دل کی دھڑکن

نار دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

بارش نور ہوتی ہے پیہم
اللہ اللہ رے طیبہ کا ساون

راز ملتا نہ کیا انکے در سے
تنگ خود ہوگیا اپنا دامن

(جناب راز الہ آبادی قادری رضوی)

عربی پڑھنے کی مشق

اِنَّ الدِّیْنَ۔ اَزَلِیٌّ۔ مُنَزَّہٌ۔ مَنْ یَّبْتَغِ۔ فَلَاحًا ۔ مُجْتَھِدٌ۔ عَنِ الزَّمَانِ۔ وَجِیْہٌ

رواں پڑھایئے:

اِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَزَلِیٌّ وَّ اَبَدِیٌّ۔ لَا بِدَایَۃَ لِوُجُوْدِہٖ وَلَا نِھَایَۃَ۔ اِنَّ الدِّیْنَ ھُوَ الْاِسْلَامُ۔ رَبُّنَا مُنَزَّہٌ عَنِ الزَّمَانِ وَ الْمَکَانِ۔ کُلُّ نَبِیٍّ عِنْدَ اللہِ تَعَالٰی وَجِیْہٌ۔ اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ مُجْتَھِدٌ فَقِیْہٌ۔ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَاللہِ اِلٰھًا ۔ فَھُوَ کَافِرٌ لَا یَجِدُ فَلَاحًا ۔ اَللہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا۔ رَسُوْلُنَا اَوَّلُ خَلْقِ اللہِ ۔ وَ اَفْضَلُ خَلْقِ اللہِ وَ اَکْمَلُ خَلْقِ اللہِ ۔ وَھُوَ سَیِّدُ جَمِیْعِ الْعَالَمِ ۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔

دین

جس راستے پر چلنے سے انسان کو خدا کی پہچان ملتی ہے اسے دین کہتے ہیں۔اور دین کا دوسرا نام مذہب بھی ہے۔چونکہ خدا سارے انسانوں کا مالک ہے اور بندوں پر مالک کی بندگی فرض رہا کرتی ہے اس لیے دین اختیار کرنا انسان کے لیے بہت ضروری ہے۔کیوں کہ دین و مذہب سے ہی انسان کو خدا کی پہچان ملتی ہے اور خدا کی بندگی کا طریقہ حاصل ہوتا ہے۔تم نے ایک روپئے، پانچ روپئے، دس روپئے کا نوٹ تو بارہا دیکھا ہوگا اور اصلی دنقلی نوٹ کا چرچا بھی سنا ہوگا۔اصلی نوٹ تو وہ ہے جس کو حکومت چھپواتی اور چلاتی ہے اور نقلی نوٹ وہ ہے جس کو دھوکا دینے والے لوگ چوری سے چھاپتے اور چالو کرتے ہیں۔نقلی نوٹ کا رنگ و روپ تو اصلی نوٹ ہی کی طرح ہوتا ہے مگر اس میں کچھ ایسا فرق رہ جاتا ہے جسے ہوشیار آدمی دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ فلاں نوٹ نقلی ہے۔اور پھر اصلی نقلی کا یہ مقابلہ صرف نوٹ ہی میں نہیں بلکہ اور چیزوں میں بھی چلتا ہے۔دیکھو کہا جاتا ہے اصلی دودھ، نقلی دودھ۔اصلی تیل، نقلی تیل۔اصلی گھی، نقلی گھی وغیرہ تو جس طرح دنیا کے سامانوں میں اصلی اور نقلی چیزیں ہوتی ہیں یوں ہی دین مذہب بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک اصلی دین اور دوسرا جعلی دین۔جس دین کو خدا نے

بھیجا وہ تو اصلی ہے اور اس کا نام اسلام ہے۔ اور جس دین کو انسان نے اپنے دماغ سے گڑھ کر تیار کیا وہ نقلی اور جعلی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کر دیا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی بے شک اللہ کا مانا ہوا دین صرف اسلام ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں اللہ پاک فرماتا ہے وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

پھر جب سارے جہاں کے مالک نے ہی فیصلہ کر دیا کہ اصلی دین و مذہب صرف اسلام ہے اور اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اللہ کو پسند نہیں تو مالک کی پہلی بندگی یہی ہے کہ ہم اسی کے پسند کیے ہوئے دین کو اپنا دین قرار دیں۔

اس بیان سے خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ جو انسان خدا کا سچا بندہ بننا چاہتا ہو اس کو سچا دین ماننا ہو گا اور سچا دین صرف اسلام ہے۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے ہم لوگ اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ مانتے رہیں گے۔ اسلام کے سوا ہم کوئی دوسرا دین نہیں مان سکتے کیونکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبروں کا دین صرف اسلام رہا ہے۔ (۱)

---

(۱)... تفسیر روح البیان، پ:۲۱، سورۂ روم، ص: ۲۳۔

اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو سارے جہان کا اکیلا معبود مانو، اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہ بناؤ۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کے لائق نہ جانو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں، کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان رکھو۔ قیامت کے دن کو حق جانو۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر یقین رکھو۔ اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کے حکم پر چلتے رہو۔ سرکار مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر مانو۔

اپنے اپنے وقت میں ہر پیغمبر نے ان بنیادی باتوں کی تعلیم دی ہے۔ کسی پیغمبر نے ان باتوں میں ذرا سا فرق نہیں پڑنے دیا۔

دنیا میں دین و مذہب کے نام پر ہزاروں لڑائیاں لڑی جا چکی ہیں اور آج بھی ایک مذہب کا انسان دوسرے مذہب کے انسان سے برسرپیکار ہے۔ لیکن یہ سب لڑائیاں موٹی سمجھ کی پیداوار ہیں۔ سیدھی بات یہ ہے کہ جس دین کو خدا کی کتاب سچا بتائے وہی دین خدا کے سب بندوں کو قبول کر لینا چاہیے۔ دیکھو، قرآن مجید خدا کی سچی کتاب ہے۔ سچے دین کے بارے میں اس کا فیصلہ سنو! قرآن فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی بیشک اللہ کا مانا ہوا دین صرف اسلام ہے۔ آج بھی اگر دنیا کے لوگ قرآن کے اس فیصلے کو بے چوں و چرا تسلیم کر لیں تو پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ دین

کے نام پر ہونے والی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مرنے کے بعد جس سخت عذاب سے پالا پڑنے والا ہے اس سے نجات مل جائے گی۔ اب دنیا کے لوگوں کو اختیار ہے یا تو عذاب الٰہی بھگتنے کے لیے اپنے کو تیار رکھیں یا قرآن کے آگے سر تسلیم خم کر کے اسلام قبول کر لیں۔

اپنی کاپیوں میں مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھو اور انہیں یاد کر لو

جعلی .... بناوٹی، گڑھا ہوا	عذاب .... سزا
تسلیم .... ماننا	نجات .... چھٹکارہ
برسرِ پیکار .... لڑنے پر آمادہ	اختیار .... چھوٹ، آزادی
سرِ تسلیم .... ماننے والا سر	عذاب الٰہی ... اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا
بنیادی تعلیم ...... جڑ والی بات کا سکھانا	خم کرنا .... جھکانا

سوالات

(۱) دین کسے کہتے ہیں؟

(۲) سچا دین کونسا ہے؟

(۳) اسلام کی بنیادی تعلیم سناؤ؟

(۴) جعلی مذہب کسے کہتے ہیں؟

ہجری سنہ

اس وقت تقریباً دنیا کے ہر گوشے میں انگریزی مہینہ اور سال لکھنے اور بولنے کا رواج پھیلا ہوا ہے۔ لوگوں کو جب اپنے کسی معاملہ میں دن تاریخ مقرر کرنا ہوتا ہے تو وہ یہی انگریزی تاریخ اور سنہ استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ڈاک خانہ، کچہری اور ریلوے وغیرہ کے سارے کاروبار میں انگریزی تاریخ اور سنہ سے کام لیا جارہا ہے۔ سنہ کا معنی سال ہے۔ اس لفظ کو زیادہ تر سین اور نون کے ساتھ "ہ" ملا کر سنہ لکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک نام تو تم پڑھ چکے ہو آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس پیدائش سے تقریباً پانچ سو اکہتر سال پہلے آپ پیدا ہوئے ہیں۔ جب آپ نے اپنی پیغمبری کا اعلان کیا اور دین اسلام کی تبلیغ شروع کی تو یہودی آپ کے سخت دشمن ہوگئے۔ اس قوم کے لوگ بڑے گستاخ اور شوخ ہوا کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قوم کی ہدایت کے لیے بھیجے گیے تھے اس قوم کا نام یہود[illegible]نی اسرائیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہودی بہت گمراہ ہوگئے تھے۔

یہودیوں ہی کو سیدھی راہ پر لانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مقرر کیے گئے۔ چنانچہ جب آپ نے تبلیغ کا کام شروع فرمایا تو یہودیوں میں سے چند لوگ ایمان ضرور لائے اور مسلمان ہو گئے۔ لیکن ان میں کے بڑے بڑے چودھری لوگ اور ان کے تمام ساتھی، براتی اپنے کفر پر اڑے ہی رہ گئے۔ پھر صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ کے قتل کی تیاری مکمّل کر لی۔

یہودیوں نے آپ کے قتل کی جو تاریخ مقرر کی تھی ٹھیک اسی تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر بلوا لیا اور ملعون یہودی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ آپ اس وقت آسمان پر تشریف رکھتے ہیں۔ جب قیامت آنے میں تھوڑا عرصہ باقی رہ جائے گا تب آپ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔

آپ ہی کی پیدائش مبارک کے پہلے سال کو انگریزی تاریخ اور سنہ کا پہلا سال قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آج مئی کی پانچ تاریخ اور سنہ انیس سو اکہتّر ہے۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا ہوئے انیس سو اکہتّر برس ہو رہے ہیں۔

چونکہ انگریزی سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے جاری کیا گیا ہے اس لیے اس کو عیسوی سنہ کہتے ہیں۔ لوگ جب انگریزی تاریخ اور سنہ لکھنا چاہتے ہیں تو سنہ کا لفظ لمبا بنا کر اس کے اوپر گنتی لکھتے ہیں اور گنتی کے آخر میں صرف عین کا سر یعنی ''ء'' بنا دیتے ہیں تا کہ عیسوی کی طرف اشارہ

ہو جائے اور دوسرا شخص سمجھ جائے کہ یہ عیسوی سنہ لکھا گیا ہے۔ مثلاً انیس سو اکہتر عیسوی سال کو یوں لکھیں گے ۱۹۷۱ء۔

مسلمانوں کے یہاں انگریزی تاریخ و سنہ کے مقابلے میں اسلامی تاریخ اور ہجری سنہ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہجری سنہ کی ابتدا حضور اقدس پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گیے وہ ہجری سنہ کا پہلا سال مانا گیا ہے۔ ہجرت کے معنیٰ ہیں اللہ کے لیے اپنا دیس، اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا۔ مکہ شریف تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وطن تھا۔ ترپن برس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں رہے تو پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کیوں فرمائی؟

بات یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی اور حضور پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے صرف اپنے خاص خاص لوگوں میں اپنا پیغمبر ہونا ظاہر کیا۔ خوش نصیب لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول مان لیا اور مسلمان ہو گئے۔ پھر تین برس گزر جانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر پورے مکے والوں کے سامنے اپنی نبوت اور پیغمبری کا اعلان فرمایا اور ان کو یہ بھی سنا دیا کہ تم جن بتوں کو پوجتے ہو وہ پتھر کی صرف بے جان مورتی ہیں، انہیں پوجنا چھوڑ دو،

صرف ایک اللہ کو اپنا معبود مانو۔

مکہ کے کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ اعلان سن کر جل بھن اٹھے اور اسی وقت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سخت دشمن بن گئے اور کمزور مسلمانوں کو رات دن ستانے میں لگ گئے۔ کافروں کی مخالفت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلام کی تبلیغ جاری رکھی۔ لیکن مکے والوں نے مسلمانوں کو رہنا دوبھر بنادیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو مکّے سے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ بہت سے مسلمان مکہ چھوڑ کر ملک حبش چلے گئے اور کچھ لوگ مدینہ پہنچے۔

مکہ میں اس وقت جو لوگ سردار اور چودھری مانے جاتے تھے ان کی دھاندلی کا حال یہ تھا کہ خود تو وہ اسلام قبول کرنے پر کسی طرح تیار ہی نہ تھے لیکن اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کو مسلمان ہونے سے بری طرح روکتے بھی تھے۔ اسی حالت میں وہاں اسلام کا پنپانا اور بڑھنا، پھیلنا دشوار دکھائی دے رہا تھا۔ اس لیے ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گیے۔ اس وقت ہمارے سرکار کی عمر شریف ترپن سال کی تھی۔ ہمارے سرکار جب مدینہ پہونچے تو مدینہ والوں نے آنکھیں بچھادیں۔ اور انہوں نے بڑی سچائی اور خلوص کے ساتھ ہمارے سرکار کا ساتھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکّہ چھوڑ کر مدینہ چلا جانا ہجرت کہلاتا ہے۔ یہ ایک عام بات ہے کہ انسان کو اپنے وطن سے، اپنے گھر بار سے بہت محبت رہا کرتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اللہ تعالیٰ کے پیارے دین کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ اور مکّہ سے ہجرت کر گئے۔ آج ماہ ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ اور ہجری سنہ تیرہ سو اکیانوے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکّہ سے ہجرت کیے ہوئے تیرہ سو اکیانوے برس ہو رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکّہ سے ہجرت کرنا یہ مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کو زندہ رکھنے اور اسلام پھیلانے کی خاطر اپنے پیارے وطن مکّہ کو چھوڑ دیا تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اسلام پر اپنا تن، من، دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہیں اور اگر اسلام کو بچانے کے لیے اپنا گھر بار بھی چھوڑنا پڑ جائے تو گھر بار کو بھی خیر باد کہہ دیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت، یہ ایک ایسا سراپا ہدایت واقعہ ہے جسے ہمیشہ مسلمانوں کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے حضرات صحابہ نے اسلامی سال کو ہجری سنہ کے نام سے جاری کیا تاکہ دنیا کے مسلمان جب بھی اپنے حساب و کتاب اور دوسرے کاموں میں ہجری تاریخ اور سنہ لکھیں تو ان

کو سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ یاد پڑتا رہے۔

بچو! ایک بہت بڑی صدمے کی بات یہ ہے کہ آج کل نام کے مسلمان بہت زیادہ ہو گئے ہیں لیکن کام کے مسلمان بہت کم ہیں چنانچہ اس زمانے کے بہتیرے مسلمانوں نے اسلامی مہینہ اور ہجری سنہ کا لکھنا اور یاد رکھنا ہی چھوڑ رکھا ہے۔ یہ لوگ انگریزی مہینے اور سال تو طوطوں کی طرح خوب رٹتے رہتے ہیں اور جب تاریخ اور سنہ لکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو انگریزی مہینہ اور سال لکھا کرتے ہیں لیکن اسلامی سال اور ہجری سنہ تو انہیں یاد ہی نہیں تو پھر لکھیں کیا خاک؟ بھلا سوچو تو سہی کہ جب آج کل کے مسلمانوں کو اپنے کاغذات، تحریروں اور رجسٹروں میں اسلامی تاریخ و سنہ لکھنا گوارا نہیں تو وہ پیارے اسلام کی زندگی کے لیے اور کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

عزیز نونہالوں! تمہیں سخت تاکید کی جاتی ہے کہ تم اپنے پیارے دین، اپنے چہیتے اسلام سے ہمیشہ محبت رکھنا اور تم اپنی تحریروں میں، اپنے حساب و کتاب کے رجسٹروں میں ضرور اسلامی تاریخ اور سنہ لکھتے رہنا۔ ہاں اگر ضرورت سمجھو تو ہجری تاریخ اور سنہ کے بعد انگریزی تاریخ و سنہ بھی لکھ دینا۔ مثلاً آج بارہ ربیع الاوّل اور سنہ تیرہ سو اکیانوے ہجری ہے اور مئی کی آٹھ تاریخ اور سنہ انیس سو اکہتر عیسوی ہے تو اس کو یوں لکھا جائے گا ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۷۱ء۔

ہجری سال لکھنے کا دستور یہ ہے کہ سنہ کا لفظ لمبا بنا کر اس کے اوپر گنتی لکھو اور ہجری کی طرف اشارہ کرنے کے لیے گنتی کے بعد "ھ" لکھ دو۔ (سنہ ھ)

الفاظ ذیل کے معانی یاد کرلو اور اپنی اپنی کاپیوں میں درج کرلو

تقریباً	لگ بھگ	معاملہ	لین دین، کام
گوشہ	کونا، طرف	کفّار	کافر لوگ
رواج	چلن	کاروبار	کام کاج
مقدس	پاک، ستھرا، پاکیزہ	نبوّت	پیغمبر ہونا، نبی ہونا
جلیل القدر	بڑی عزت والا	گستاخ	منہ پھٹ، بے ادب
ملعون	دھتکارا ہوا، پھٹکارا ہوا	ماہ	مہینہ، چاند
شوخ	ڈھیٹ، بے ادب، چنچل	مخالفت	رکاوٹ
دھاندلی	زبردستی کی بات، زیادتی	باوجود	ہوتے ہوئے
خلوص	محبت	عام بات	جو بات سب کے ساتھ پائی جائے
سراپا	بالکل	صدمہ	چوٹ، رنج، غم

سوالات

(۱) سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ شریف کیوں چھوڑنا پڑا؟

(۲) عیسوی سنہ کی ابتدا کب سے مانی گئی ہے؟

(۳) ۱۳۹۴ھ میں حضور کو مکہ چھوڑے کتنے برس ہوں گے؟

بادشاہ سبکتگین

سبکتگین (۱) پہلے ایک معمولی غلام تھا۔ اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔ روزی کی تنگی کے سبب وہ پریشان رہتا تھا۔ روزی حاصل کرنے کے لیے وہ روزانہ جنگل میں جاتا اور جانوروں کا شکار کرتا تھا۔

ایک دن شکار تلاش کرتا ہوا وہ جنگل میں گھوم رہا تھا۔ اس نے ایک ہرنی دیکھی جو اپنے بچّے کے ساتھ چر رہی تھی۔ سبک تگین نے اسے پکڑنے کے لیے گھوڑا دوڑایا۔ ہرنی تو پکڑی نہ جاسکی مگر اس کا ننھا بچّہ ہاتھ آ گیا سبکتگین نے اسے باندھ کر گھوڑے پر رکھ لیا اور شہر کی جانب چل پڑا۔

ہرنی نے دیکھا کہ اس کے بچّے کو شکاری اپنے گھوڑے پر لیے جا رہا ہے تو اس کے دل پر بجلی سی گر گئی۔ وہ بے چین ہو کر سبکتگین کے پیچھے دوڑنے لگی اور فریاد کرنے لگی۔ آگے آگے سبکتگین گھوڑا دوڑائے جا رہا تھا پیچھے پیچھے ہرنی بھی سر جھکائے چلی آ رہی تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد سبکتگین نے مڑ کر دیکھا کہ ہرنی پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے اس کے چہرے پر اداسی چھائی ہے۔ بچّے کی محبت میں اتنی کھو گئی کہ اسے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں۔ گویا وہ کہہ رہی ہے کہ اے شکاری! جب تم نے میرے بچّے کو

(۱)۔۔۔ سین اور بے پر پیش اور تے پر زیر۔ نام پدر سلطان محمود غزنوی (از غیاث اللغات، ص: ۲۱۷)

پکڑ لیا ہے تو مجھے بھی ماردو کیونکہ بچّے کے بغیر میری زندگی اجیرن ہے ۔ سبکتگین کو ہرنی پر رحم آگیا اس نے بچّے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی نے بچّے کو چوما چاٹا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعائیں دینے لگی پھر اپنے بچّے کو ساتھ لیکر چوکڑیاں بھرتی ہوئی جنگل کی طرف چلی گئی۔

جب سبکتگین رات کو سویا تو اسے خواب میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبکتگین !تو نے ایک بے زبان جانور پر رحم کیا ہے اس پر ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس رحم کے عوض بادشاہی عطا فرمائے گا مگر یاد رکھنا جس طرح تو نے اس جانور پر ترس کھایا ہے یوں ہی بادشاہ ہونے کے بعد اپنی رعایا پر بھی رحم کرتے رہنا اور ظلم وستم سے ہمیشہ پرہیز کرنا۔

سبکتگین کا خواب سچّا ہوا چنانچہ بادشاہ الپ تگین کے لڑکے ابواسحٰق کا جب انتقال ہو گیا تو شہر غزنی کے بااثر لوگوں نے سنہ ۳۶۷ھ میں سبکتگین کو غزنی کے شاہی تخت پر بٹھایا[1] اور اس کو اپنا بادشاہ قرار دیا۔ سبکتگین نے اپنا شاہی نام سلطان ناصر الدین رکھا تھا۔ حضرت بادشاہ محمود غزنوی سلطان سبکتگین ہی کے شاہزادے ہیں۔

بچّو !تم لوگ حضرت غازی میاں کے نام سے ضرور واقف ہو گے۔

---

(۱).... مترجم تاریخ فرشتہ، ج:۱،ص: ۳۳ ،تعلیم الاخلاق،ص:۳۸۹۔

ہندو لوگ اور بعض مسلمان آپ کو بالے میاں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کا پورا نام حضرت سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہوئے آپ شہر بہرائچ میں شہید ہوئے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام ستر معلیٰ ہے، حضرت ستر معلیٰ، سلطان سبکتگین کی شاہزادی اور سلطان محمود غزنوی کی بہن ہیں۔ اس رشتے کو جان لینے کے بعد تم سمجھ گیے ہوگے کہ حضرت سرکار غازی میاں علیہ الرحمہ سبکتگین بادشاہ کے نواسے اور سلطان محمود غزنوی کے بھانجے ہیں۔

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی اپنی کاپیوں میں لکھو اور انہیں یاد کرلو

اجیرن .... دوبھر	زیارت...... بھینٹ، ملاقات، دیدار
عوض............ بدلہ	پرہیز کرنا............ بچنا
رعایا.. کسی بادشاہ کی حکومت میں رہنے والے لوگ	با اثر...... جس آدمی کا لوگ دباؤ مانیں
ستم............ ستانا	رشتہ............ تعلق، ناتہ
شہید... اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والا	شاہزادی...... ...... بادشاہ کی بیٹی

(۱)... اجیرن... دوبھر، دیکھیں اللغات، ص: ۶۴، اس کے بعد تعمیر ادب ح: ۴، نورانی تعلیم ح: ۳ پڑھایئے

سوالات

(۱) سلطان ناصر الدین سبک تگین کس سنہ میں بادشاہ ہوئے؟

(۲) اللہ تعالیٰ کو سبکتگین کا کونسا کام پسند آیا، جس کے عوض اس نے سبکتگین کو بادشاہت دی؟

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبک تگین کو کس بات کی بشارت دی اور کس بات کی ہدایت فرمائی؟

اس کے بعد تعمیر ادب حصہ چہارم پڑھایئے۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان

اللہ وہ ہے جو زمین و آسمان، انسان و حیوان، تمام جہاں سارے موجودات، پوری کائنات کا اکیلا خدا ہے۔ اسکے علاوہ دوسرا کوئی خدا نہیں۔

اللہ وہ ہے جس کی ہر صفت، ہر خوبی ذاتی ہے۔ یعنی اپنے آپ ہے کسی دوسرے کی بخشی ہوئی نہیں۔

اللہ وہ ہے جس کے علم سے کوئی بھی چیز اوجھل نہیں وہ ہر عیب وشہادت کو بذات خود جانتا ہے۔ ہر کھلی اور چھپی چیز اس کے سامنے یکساں ہے۔

اللہ وہ ہے جس نے جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے۔ اس کے لئے نہ کوئی روک ہے نہ کچھ بے بسی۔

اللہ وہ ہے جس نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین برحق کے ساتھ بھیجا تاکہ دین برحق کا زور سب دینوں پر چھا جائے۔

اللہ وہ ہے جس نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور سارے عالم کو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیاز مند قرار دیا۔ اللہ وہ ہے جس کے بس میں سب کچھ ہے۔ وہ اپنے جس بندے کو چاہے زمین کا مالک بنادے۔ جس بندے کو چاہے آسمان کا مالک بنادے، جس بندے کو چاہے دونوں جہاں کا مالک

بنادے اس کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔

اللہ ایسا مستقل مالک ہے۔ کہ اگر وہ اپنے کسی بندے کو زمین وآسمان کا مالک بنادے تو خود اس کے مالک ہونے اور مالک رہنے میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑ سکتا۔

اللہ وہ ہے جو سارے جہان سے بے نیاز ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں۔ اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔

اللہ وہ ہے جس نے محض اپنی خوشی سے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہاں کا مالک ومختار بنایا۔ زمین وآسمان میں کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں جو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بڑائی کے سامنے دم مار سکے (جل جلالہ)

اللہ وہ ہے جس کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر عزت والے بندے حضرات انبیاء کرام ہیں۔ اللہ وہ ہے جس نے سب سے زیادہ زور اور طاقت اپنے پیغمبروں کو عطا فرمائی ہے۔

اللہ وہ ہے جس نے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسان حیوان، جن، فرشتے، سمندر، پہاڑ، شجر، حجر، خشک، تر، آگ، پانی، ہوا، مٹی، چاند، سورج، عرش، کرسی، لوح، قلم، زمین وآسمان سارے جہاں کا پیغمبر قرار دیا۔

اللہ وہ ہے جس نے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین وآسمان

عرش وکرسی، کے سارے غیب کا علم دیا ہے۔

اللہ وہ ہے جس نے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا قرآن نازل فرمایا جس میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر شئے، ہر چیز، ہر ذرہ، ہر قطرہ کا کھلا بیان ہے۔ اللہ وہ ہے کہ تنہا اسی کی قدرت سارے جہاں میں کام کررہی ہے اس کے حکم کے خلاف کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی دم نہیں مار سکتا۔

نبی چاند کے دو ٹکڑے کرتا ہے تو اسی کی قدرت سے پیغمبر مردہ کو زندہ کرتا ہے تو اسی کی قدرت سے ولی مٹی کو سونا بنا دیتا ہے تو اسی کی قدرت سے جادوگر لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھاتا ہے تو اسی کی قدرت سے اوپر فضا میں جہاز اڑتا ہے تو اسی کے حکم سے دریا میں اسٹیمر تیرتا ہے تو اسی کی اجازت سے زمین پر ٹرین چلتی ہے تو اسی کے حکم سے، بادل برستا ہے تو اسی کے حکم سے بیج انکھوا نکلتا ہے تو اسی کے حکم سے کھیت میں غلہ پیدا ہوتا ہے تو اسی کے حکم سے رات آتی ہے تو اسی کے حکم سے دن جاتا ہے تو اسی کے حکم سے پھول کا مہکنا، بلبل کا چہکنا، چاند کا چمکنا، سورج کا دمکنا، بجلی کا تڑپنا، بادل کا گرجنا، کان کا سننا، آنکھ کا دیکھنا، ناک کا سونگھنا، زبان کا بولنا، دماغ کا سوچنا، سب اسی کی قدرت اور حکم سے ہے بس تنہا ایک خدا کا سارے جہان پر راج ہے اس کے سوا نہ کوئی دوسرا خدا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا مقدس نام حضرت سید عبد القادر محی الدین جیلانی ہے۔ آپ شہر جیلان میں ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ سرکار حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے شاہزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک میں سے ہیں۔ آپ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ چالیس سال تک آپ نے اس طرح زندگی بسر کی کہ رات بھر ذکر الٰہی کرتے ہوئے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔(۱) آپ کے وعظ و تبلیغ سے پژمردہ اسلام زندہ ہو گیا۔ آپ کے نورانی ہاتھوں پر پانچ ہزار سے زیادہ یہودی اور نصرانی مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ فساق و فجار، چور، ڈاکو، شرابی وغیرہ نے آپ کے مبارک ہاتھوں پر توبہ کی۔ آپ غریبوں، فقیروں، مسکینوں کی بہت دلجوئی کرتے تھے۔ آپ کے رعب و جلال کا عالم یہ تھا کہ بغداد کے بادشاہ اور حکمراں آپ سے کانپتے تھے۔ آپ کی کرامتیں بے شمار ہیں۔ آپ کی برکت سے مردے زندہ ہوئے، اندھے بینا اور کوڑھی تندرست ہوئے۔ آپ کا وصال ربیع الآخر ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء میں ہوا۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

---

(۱) بہجۃ الاسرار، ص: ۶۰۔

Tameer-e-Adab Vol-3

گنتی ایک سے سو تک

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰
۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰
۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰
۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

₹ 25/-